رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۸؍

قیمت فی پرچہ (۲؍)

ہفتہ وار مملکت

ایڈیٹر: میر حسن الدین

رجسٹرڈ نمبر آصفیہ (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ے
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۸؍

قیمت پرانا پرچہ (۴؍)

جلد (۹) | ۲۹ اسفندار ۱۳۵۹ف | ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ روز یکشنبہ | ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۵۰ء | نمبر (۴۲)

ہند اور پاکستان کے تجارتی تعلقات

مجھوتہ کی ضرورت

ہندوستان نے جب اپنے سکہ کی قیمت گھٹا دی اور پاکستان نے اپنے سکہ کی قیمت گھٹانے سے انکار کر دیا اس وقت سے ہندوستان اور پاکستان کے مابین تجارتی جنگ شروع ہو گئی ہے۔ جوں ہی پاکستان کے عہدہ داروں نے اس جوٹ کو روک لیا جس کی قیمت ہندوستان کے تاجروں نے ادا کر دی تھی ہندوستان نے بھی پاکستان کو کوئلہ روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان مشرقی پنجاب کو نہروں کی فراہمی کی سہولتیں موقوف کر دیگا اس کے جواب میں ہندوستان مغربی پنجاب کو قوت برقی اور پانی کی فراہمی سے انکار کر دے گا۔ ہر مملکت ایک دوسرے سے بے تعلق رہنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہندوستان کوشش کر رہا ہے کہ جوٹ اور کپاس دوسرے ممالک سے حاصل کر کے پاکستان سے بے نیاز ہو جائے۔ پاکستان بھی ہندوستان سے بے نیاز رہنے کے لئے کوئلہ لوہا اور کپڑا دوسرے ممالک سے فراہم کرنا چاہتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ دو ممالک اپنے تجارتی تعلقات کو بالکلیہ منقطع کر دیں۔ اس بے تعلقی کا اثر ہندوستان پر یہ پڑے گا کہ اس کا صنعتی پروگرام متاثر ہو جائے گا اور اس کو گراں قیمت پر امریکہ اور مصر سے خام مال حاصل کرنا پڑے گا۔ پاکستان کے باشندے بھی اس بے تعلقی سے بے حد متاثر ہوں گے۔ تجارتی تعلقات منقطع ہونے سے اور قسم کے جھگڑے پیدا ہو جائیں گے جس کا نتیجہ بالآخر تصادم کی صورت میں برآمد ہو گا۔ ایک تجارتی جنگ زیادہ عرصہ تک تجارتی جنگ نہیں رہتی۔ اگر یہ فوراً موقوف نہ کر دی جائے تو بڑے پیمانہ پر ان ممالک میں تصادم کا امکان ہے۔ یہ امر باعث طمانیت ہے کہ بالآخر پاکستان میں اس خطرہ کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سکہ کی قیمت گھٹنے سے پہلے جو جوٹ خرید کیا گیا تھا اور جس کی قیمت ادا کر دی گئی تھی اس کو ہندوستان روانہ کرنے کے لئے قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ پاکستان جوٹ بورڈ کے صدر مسٹر فاروقی نے نئی دہلی میں حکومت ہند کے عہدہ داروں سے جو غیر رسمی گفتگو اس سلسلہ میں کی ہے اس سے بہتر نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر دوسرے نزاعی امور سے متعلق بھی اسی قسم کی گفتگو ہو تو اس سے اس قسم کے بہتر نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ پاکستان کے وزیر مالیات مسٹر غلام محمد نے چند روز قبل یہ اعلان کیا تھا کہ ان کی حکومت بین مملکتی تعلق کو دور کرنا چاہتی ہے اور اس سے پہلے حکومت نے خواہش کی تھی کہ ایک بین مملکتی کانفرنس منعقد کی جائے جس میں ان تمام نزاعی امور پر غور کیا جائے جو سکہ کی قیمت گھٹنے کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔ حکومت ہند کو چاہیئے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو بین مملکتی کانفرنس منعقد کرے۔ اختلافات کو بڑھنے کا موقع دینا دونوں مملکتوں کے باشندوں کے لئے تباہی کا باعث ہو گا۔ دونوں ملکوں کے باشندوں کو چاہیئے کہ اس واقعہ کو محسوس کریں اور اپنی حکومتوں کو مجبور کریں کہ وہ مصالحانہ روش اختیار کرے۔ (ریڈیکل ہیومنسٹ)

مہا سبھا کی قرارداد

ہندو مہا سبھا نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ کلکتہ میں پاکستان سے متعلق جو قرارداد منظور کی ہے وہ بہت خطر انگیز ہے۔ مہا سبھا چاہتی ہے کہ اس سمجھوتہ کو مسترد کر دیا جائے جس پر کانگریس، مسلم لیگ، اور برطانیہ نے اتفاق کیا تھا اور جس کے ذریعہ پاکستان وجود میں آیا۔ یہ ایک حزنیہ ہے کہ جو لوگ مہا سبھا کے مسلک کے حامی نہیں ہیں ان کے دلوں میں بھی اس قرارداد کا موثر طریقہ پر مقابلہ کیا جائے۔ یہ قرارداد ایک طرح سے پاکستان کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ پنڈت نہرو نے حال ہی تاگپور میں تقریر کرتے ہوئے مہا سبھا کی اس قرارداد کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ قرارداد بالکل غیر ذمہ دارانہ ہے۔ اور مہا سبھا کے صدر جلسہ میں کہا کہ اکھنڈ بھارت کا نصب العین بے معنی اور ناقابل عمل ہے۔ یہ ایک خطرناک قسم کا پروپگنڈہ ہے جس سے عوام کو ہوشیار رہنا چاہیئے۔ اس قسم کی فرقہ واریت کا پرچار مہا سبھا کر رہی ہے ایک دیوانہ پن ہے۔ دو سال قبل اس قسم کی فرقہ واریت کی وجہ سے ہزارہا انسانوں کا قتل ہوا ہے۔ پنڈت نہرو کے یہ الفاظ بہت دانشمندانہ اور وزنی ہیں اور ہمیں توقع ہے کہ عوام ان الفاظ کو رکھ کان دھریں گے اور مہا سبھا دیوانہ پن کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں گے۔ (ریڈیکل ہیومنسٹ)

یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ احتجاج اور مطالبات کے دن گذر چکے اگر وہ اپنی قوم کے لئے کچھ کر سکتے ہیں تو کریں ورنہ حکومت سے توقع باندھے رکھنا غلط ہے۔ افسوس ہے کہ پولیس کارروائی سے مسلمانوں نے کوئی سبق نہیں سیکھا۔

یوپی کی لیڈرشپ

ہم یوپی کی لیڈرشپ پر تین الزام عائد کرتے ہیں۔ (۱) یہ لیڈرشپ مفاد پرست اور رجعت پسند ہے، اس کے سامنے نہ تو اس دور کے تقاضے ہیں نہ خصوصی نہ مقاصد۔ یوپی کے لیڈر پیچھے دیکھنے کے عادی ہیں اور عوام کی مصیبتوں کا مداوا حال اور مستقبل کے میدان میں پیش قدمی کرنے کا طلب گار ہے۔ صوبہ انتظامی کمزوری، مہنگائی، چور بازاری اور رشوتوں کے عذاب میں مبتلا ہے اور صوبہ کے لیڈر عوام کی توجہ کو اصل عوامی مسائل سے ہٹا کر دور از کار جذباتی باتوں پر لگا رہے ہیں۔ یہ لیڈر چاہتے ہیں کہ ملک کا نام بھارت ہو ــــ صوبہ کا نام آریہ ورت اور زبان ہندی ــــ! عوام ان ناموں کی چکر میں پڑ کر بے وقوف بنے رہیں۔ ان ناموں کے سایہ میں مہنگائی بھی رہے بد انتظامی بھی رہے، چاہے چور بازاری بھی ترقی کرے، رشوت کا بھی زور رہے اور عوام پھر ایک بار انھیں ایم۔ ایل۔ اے بنا دیں اور پھر انھیں اقتدار کی کرسی پر بٹھا دیں۔

(۲) یوپی کی لیڈرشپ رجعت پسند ہی نہیں فرقہ پرست بھی ہے۔ یوپی کے لیڈر متحدہ قومیت کو نہیں مانتے بلکہ دو قومی نظریہ کے مطابق حکمران قوم کی حکومت اور حاکمیت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ صوبے کے ہندو مسلم شہری امن، اتحاد اور باہمی رواداری کے لئے بے چین ہیں مگر ہمارے لیڈر زبان کی رو سے قوم پرست ہیں اور دل فرقہ پرست، ہندو مسلمانوں کو فرقہ پرستی کے دائرے سے نکلنے کے لئے کوئی موقع دینا نہیں چاہتے اگر آج صوبہ میں کانگریس کے اندر فرقہ پرستی کا چکر چل رہا ہے تو وہ ایسی ہی لیڈرشپ کا چلایا ہوا ہے۔ (۳) یوپی کی لیڈرشپ آریائی رجحانات رکھتی ہے اور اس طرح ملک کے آرین اور غیر آرین طبقوں میں خلفشار پیدا کر رہی ہے۔ آج ملک کو روحانی امن کی ضرورت ہے۔ قوم معنوی اتحاد کی پیاسی ہے مگر یہ لیڈرشپ قوم کے شیرازہ کو پراگندہ کرنے میں مصروف ہے۔

یوپی کی لیڈرشپ سنگھ، ہندو مہاسبھا اور ہندو عوام کو فرقہ پرستی کا الزام دیتی ہے اور سفید کھدر کا لباس پہن کر خود فرقہ پرستی کی شاہراہ پر چلتی ہے۔ ہم یوپی کے رہنماؤں کو ملک کا واسطہ دے کر ادب و احترام کے ساتھ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کی یہ راہ امن کی راہ نہیں خانہ جنگی کی راہ ہے۔ آزادی کی راہ نہیں ایک نئی غلامی کی شاہراہ ہے جمہوریت اور متحدہ قومیت کی راہ نہیں بلکہ مذہبی سیاسی سماجی طبقاتی اور دو قومی نظریہ کی راہ ہے جسے تازہ دم نسلی غرور نے کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے ــــ یوپی کے لیڈران آریائی رجحانات کی طرف بڑھ رہے ہیں جن کی وجہ سے ہمارے ہر شہر میں شہر سے الگ اچھوتوں کا ایک "پاکستان" بنا ہوا ہے اور جن کی وجہ سے مسلمانوں کو ایک پاکستان بنانے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ یوپی کے آرین لیڈروں کو ہندو کے لفظ سے نفرت ہے اور وہ اسے مٹا کر آرین ناموں کو اختیار کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ (مدینہ بجنور)

ہندو مہاسبھا سیاست کے میدان میں

۲۵ دسمبر کو کلکتہ میں ہندو مہاسبھا کا اجلاس ہوا ہے جس میں اس نے باقاعدہ طور پر سیاست میں آنے کا اعلان کر دیا ہے۔

اس اجلاس کا افتتاح مسٹر ساورکر نے کیا آپ نے کانگریس کو مسلم نواز بتایا اور کہا کہ اسی کی وجہ سے بھارت کے دو ٹکڑے ہوئے۔ مسٹر ساورکر نے مہاسبھا کا ایک مقصد یہ بتایا ہے کہ تین چار سال کے اندر اندر بھارت کو پھر ایک کر دیا جائے۔

سی پی کے سابق وزیر اعظم مسٹر کھارے اس اجلاس کے صدر تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں اور بھی کمال کر دیا۔ اکھنڈ بھارت کا نعرہ تو آپ نے بھی لگایا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جب تک اکھنڈ بھارت نہیں ہوتا مشرقی بنگال میں جو ہندو آباد ہیں ان کی حفاظت کا کوئی انتظام ہونا چاہئے۔ اس سلسلہ میں ان کی تجویز یہ ہے کہ مشرقی بنگال سے دفاعی، رسل و رسائل اور معاشی معاملات میں ہندوستان کے ساتھ ملنے کے متعلق بات چیت کی جائے، اور اگر وہ اس پر راضی نہ ہو تو مشرقی بنگال سے دو تین سرحدی اضلاع مانگے جائیں جہاں باہر کے ہندوؤں کو آباد کیا جائے۔ اور اگر یہ بھی اسے منظور نہ ہو تو پھر وہ اپنے ہاں مختلف جگہوں پر فوجیں رکھنے کی اجازت دے جو وہاں رہ کر ہندوؤں کی حفاظت کر سکیں۔

مسٹر کھارے اور مسٹر ساورکر دونوں نے اپنی تقریروں میں کانگریس کو مسلم نواز اور پاکستان بنانے والا کہہ کر ہندو مہاسبھا کو ووٹ دیں تاکہ پاکستان کو ختم کیا جائے اور ہندوستان میں جو مسلمان رہ گئے ہیں ان کو تمدنی لحاظ سے "قومیایا" جائے۔

یہ ہیں ہندو مہاسبھا کے منصوبے، اور یقیناً ان کو عملی صورت دینے کے لئے وہ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرے گی، اور ممکن ہے کہ وہ اندھے تعصب کے جذبات کو ابھار کر ہندوؤں کے ایک بڑے حصے کو اپنے ساتھ کر لے۔

خدانخواستہ اگر دونوں ملکوں کے تعلقات اسی طرح بگڑتے چلے گئے جیسا کہ پچھلے دو سال سے ہو رہا ہے تو کچھ بعید نہیں کہ ہندوستان میں مہاسبھا زور پکڑ جائے اور پاکستان کو بھی علانیہ نفرت اور عداوت کا تختۂ مشق بنانے کی کوشش کی جائے۔

ہمارے رہنماؤں کو اس نازک صورت حال کے متعلق ضرور سوچنا چاہئے اور قبل اس کے کہ مہاسبھا زور پکڑے اور ساورکر کا منتر چل جائے، انھیں ایسی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں کہ یہ فتنہ زیادہ نہ بڑھ سکے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم ہندوستان کے صلح پسند اور مزاج عناصر کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا کر ہندوستان و پاکستان کے درمیان دوستی کی نیو ڈالیں، اور اس طرح مہاسبھا کے اس فتنے کو ابھرنے سے پہلے ہی ختم کر دیں۔ ہمارے رہنماؤں کو اپنے ہمسایہ ملک میں فسطائیت کی اس بڑھتی ہوئی رو کو تھامنے کی کوشش کرنی چاہئے ورنہ اس برعظیم کا امن و امان خطرے میں پڑ جائے گا۔

(آفاق لاہور)

ریاست میں دیہی معاشی تحقیقات

مختلف اضلاع کے سیول ایڈمنسٹریٹر صاحبان نے مجالس اضلاع کے اراکین اور اضلاع کے عہدہ داروں کے مشورے سے ریاست کے مختلف حصوں کے (۱۰۴) گاؤں کا انتخاب وسیع طور پر دیہی معاشی تحقیقات کے لئے کیا ہے۔ اس طرح کی معاشی تحقیقات کے لئے جاگیری علاقوں کے (جن کو اب حکومت نے لے لیا ہے) (۳۰) اور گاؤں کو شامل کر لینے کی تجویز بھی حکومت نے منظور کر لی ہے۔

دسمبر ۱۹۴۸ء کے اختتام تک (۲۸) گاؤں کا مکمل اور (۱۰) کا جزوی طور پر سروے کیا جا چکا ہے۔ توقع ہے کہ جنوری کے ختم تک اور (۱۳) گاؤں مکمل ہو جائیں گے اس طرح جملہ تعداد (۳۸) ہو جائے گی۔

انجام دئے ہوئے کام کی نظر ثانی اور اس کا تعین کرنے کے لئے کہ آیا کام کا علمی معیار اطمینان بخش ہے معاشی تحقیقات کرنے والوں کو دسمبر ۱۹۴۸ء میں تقریباً دو ہفتے کے لئے حیدرآباد بلا لیا گیا تھا۔ اکثر سیول ایڈمنسٹریٹر صاحبان نے تحقیقات میں خاص طور پر دلچسپی لی ہے اور کچھ مواضعات کی تحقیقات کے وقت دورہ کر کے خود بھی شریک ہوئے۔

۷۸۶/۹۲

مملکت

ہفتہ وار

۲۹ اسفندار ۱۳۵۹ف

ہندوستان کا نیا دستور

ہندوستان کا نیا دستور جو حکومت ہند کے جریدۂ غیر معمولی مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا ہے (۲۲) ابواب اور (۸) ضمیمہ جات پر مشتمل ہے۔ یہ مکمل جریدہ جو دہلی سے کتابی صورت میں طبع ہوا ہے (۲۴۵) صفحات پر مشتمل ہے اور سرکاری مطبوعات کے منیجر کے دفتر واقع دہلی سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

تمہید میں بتایا گیا ہے کہ اس دستور کا مقصد باشندگان ہند کے لئے سماجی، معاشی اور سیاسی انصاف کا حصول، خیال، عقیدے، اور عبادت کی آزادی، مواقع اور رتبہ کی حد تک مساوات، نیز ایسی اخوت کا قیام ہے جو فرد کی عظمت، اور قوم کی وحدت کو برقرار رکھ سکے۔ باب اول میں بتایا گیا ہے کہ ہندیونین کن اجزا پر مشتمل ہوگی، اسی باب میں اس امر کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے کہ ہندیونین کی اجزائے ترکیبی میں اضافہ ہو سکے۔ باب دوم میں بتایا گیا ہے کہ کون اشخاص ہندیونین کے شہری کہلائے جا سکیں گے۔ باب سوم باشندگان ہند کے بنیادی حقوق سے متعلق ہے۔ باب چہارم میں اسٹیٹ کی پالیسی کی وضاحت کی گئی ہے۔ باب پنجم میں یونین کے عاملہ، اور مقننہ کی ہیئت ترکیبی، طریقہ انتخاب، اختیارات، فرائض اور دیگر تفصیلات سے بحث کی گئی ہے۔ باب ششم میں صوبہ جات ہند کی طرز حکومت، عدلیہ، عاملہ اور مقننہ کی تفصیلات درج ہیں۔ باب ہفتم میں ان ریاستوں اور ریاستی یونینوں کا دستور درج کیا گیا ہے جنھوں نے ہندیونین میں شرکت کی ہے۔ یہ باب (۱) حیدرآباد (۲) جموں وکشمیر (۳) مدھیہ بھارت (۴) میسور (۵) پٹیالہ اور مشرقی پنجاب کی ریاستوں کی یونین (۶) راجستھان (۷) سوراشٹر (۸) ٹراونکور وکوچین (۹) وندھیہ پردیش سے متعلق ہے۔ باب ہشتم کا تعلق اجمیر، بھوپال، بلاسپور، کوچ بہار، کورگ، دہلی، ہماچل پردیش، کچھ، منی پور اور تری پورا سے متعلق ہے۔ باب دہم قبائلی علاقہ جات فہرست رقبہ جات سے تعلق رکھتا ہے۔

گیارہویں باب میں بتایا گیا ہے کہ یونین یعنی مرکزی حکومت اور اسٹیٹس یعنی ریاستی وصوبائی حکومتوں کے مابین کیا تعلقات ہوں گے۔ بارہویں باب میں مالیات، جائیداد، معاہدات، اور دعاوی سے بحث کی گئی ہے۔ تیرہواں باب ملک کی اندرونی تجارت سے متعلق ہے۔ چودھواں باب یونین اور اسٹیٹس کی خدمات عامہ سے متعلق ہے۔ پندرہویں باب میں انتخابات کے اصول اور قوانین درج ہیں۔ سولہواں باب اقوام مدرج فہرست اور قبائل کے خصوصی مراعات سے متعلق ہے۔ سترہویں باب میں یونین کی سرکاری زبان سے متعلق مجلس دستور ساز کے فیصلے درج ہیں۔ اٹھارہویں باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ناگہانی حالات کے تحت صدر جمہوریہ کو کیا اختیارات حاصل رہیں گے۔ انیسویں باب میں متفرق مسائل سے متعلق قواعد وقوانین درج ہیں۔ بیسویں باب میں بتایا گیا ہے کہ دستور کی ترمیم کس طرح ہو سکتی ہے۔ اکیسویں باب میں بتایا گیا ہے کہ عبوری دور کے لئے عارضی قوانین کیا ہوں گے اور بائیسویں باب میں دستور کا نام اور اس کے اطلاق کے قواعد درج ہیں۔

ہم نے سطور بالا میں دستور ہند سے متعلق چند سرسری امور کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم اس دستور کا بنظر غائر مطالعہ کر رہے ہیں اور کوشش کریں گے کہ اس کی مزید تفصیلات سے قارئین کو واقف کرائیں۔ لیکن اس وقت ہم متعلمین امور عامہ خاص کر دستوری بصیرت رکھنے والے اصحاب سے درخواست کریں گے کہ وہ اس اہم کتاب کا ایک نسخہ حاصل کرلیں اور اس کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اپنے تاثرات سے عوام کو واقف کرانے کی کوشش کریں۔ اگرچہ مجلس دستور ساز کی روئدادیں اخبارات میں شائع ہوئی ہیں اور ہر فقرہ پر جو بحث اور تنقید ہوئی ہے اس کا کچھ خاکہ اخبارات کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے لیکن جب تک پورے دستور کا ایک مربوط اور مکمل صورت میں مطالعہ نہ کیا جائے اس وقت تک اس کے مضمرات سے آگاہی ممکن نہیں۔ اس لئے ہم قارئین "مملکت" سے بالعموم اور اقلیتی فرقوں کے نمائندوں سے بالخصوص درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس دستور کو اچھی طرح جانچنے اور سمجھنے کی کوشش کریں کیونکہ ان کی ظاہری اور دنیاوی زندگی کا اس دستور سے گہرا تعلق ہے۔

علمائے دکن کی بے محل چیخ پکار

چند روز قبل مقامی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ مجلس علمائے دکن نے جمعہ کی تعطیل کی منسوخی، نمائش اور جامعہ میں بے پردگی اور عبادتگاہوں کے آگے باجہ نوازی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے تین قراردادیں منظور کی ہیں۔

ان قراردادوں کو پڑھ کر ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہم ابھی ستمبر ۱۹۴۸ء سے قبل کے حیدرآباد میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر علمائے دکن گرد و پیش کے واقعات اور وقت کے رجحانات سے اس درجہ ناواقف ہیں جیسا کہ ان کی قراردادوں سے ظاہر ہو رہا ہے تو ہمارا انھیں یہ مشورہ ہوگا کہ وہ سکوت اختیار کریں۔ علمائے دکن نے جو کچھ کہا اس کے صحیح یا غلط ہونے سے ہم بحث کرنا نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ علماء کو یہ سب کچھ کہنا نہیں چاہئے۔ چنانچہ اکثر مسلم جرائد نے ان قراردادوں کو بے محل قرار دے کر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ ابھی مسلمانوں میں قومی خودداری کی کچھ جھلک باقی ہے۔ اس قسم کا احتجاج یا ایسے مطالبات ایک خوددار قوم کے لئے شرمناک واقعات ہیں۔ مسلمان ملازمین سرکار جو جمعہ کی نماز پڑھنا چاہتے ہیں وہ اپنے بالادست عہدہ داروں سے اجازت حاصل کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ رہا بے پردگی، اگر علمائے دکن کا مسلم خواتین پر کچھ بھی اثر باقی ہے تو علماء کو چاہئے کہ وہ مسلم خواتین سے اپیل کریں کہ وہ ایسے مقامات پر نہ جائیں جہاں بے پردگی کا احتمال ہو۔ علمائے دکن کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ مسلمان بچوں اور بچیوں کو مذہبی تعلیم دیں۔ مقام حیرت ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ حکومت پر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہم اس موضوع پر بحث کرنا قطعاً نہیں چاہتے کہ حکومت جو کچھ کر رہی ہے وہ درست ہے یا نادرست۔ ہم صرف مسلم قوم کے علماء اور قائدین سے

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید:-

حیدرآباد اسٹیٹ کانگریس کے (۲۵) کارکنوں نے ایک مشترکہ بیان میں مولوی ابوالحسن سید علی سے اپیل کی ہے کہ محض بیانات جاری کرنے یا کھدر پہننے سے کوئی شخص کانگریسی نہیں بن جاتا۔ مولوی صاحب سڑکوں پر جھاڑو دیں یا کانگریس سے مستعفی ہو جائیں ورنہ ان کی قیام گاہ پر مظاہرے کئے جائیں گے۔ (ماڈرن نیوز)

حکومت ہند کے ایک ذمہ دار عہدہ دار نے کہا کہ:-

ہندوستان کے ہر مسلمان کو تخلیہ کنندہ نہیں قرار دیا جائیگا۔

جی نہیں صرف صاحب جائداد مسلمانوں کو۔

معاصر "آواز" نے اپنی ۱۹ اسفندار کی اشاعت میں شب دیگ اور دودھ کا حلوا بنانے کی ترکیب شائع کی ہے جس کو علی الترتیب کشور سلطانہ اور وردانہ انصاری نے روانہ کیا ہے۔

اگر معاصر "شعیب" یہ کہے کہ ابھی دماغ نہیں بدلا، تو کیا غلط ہے؟

بزم جغرافیہ جامعہ عثمانیہ نے اعلان کیا ہے کہ:-

ہفتہ میں ایک مرتبہ کھانا نہ کھانے کے عنوان پر دو بہترین مضامین لکھنے والے طلبہ کو بزم کی جانب سے انعامات دئے جائیں گے۔

اب بزم معاشیات کو اعلان کرنا چاہیئے کہ کھانا بالکل نہ کھانے کے موضوع پر بہترین مضمون لکھنے والے طلبہ کو انعام دیا جائے گا۔

مسٹر یونس سلیم ایک بیان میں فرماتے ہیں:-

مجھے توقع ہے کہ حکومت جشن آزادی کے موقع پر ان تمام نظربندوں کو رہا کر دے گی جنہوں نے اپنے بیان کے ذریعہ اپنے مسلک کی وضاحت کر دی ہے۔

مسٹر یونس سلیم کے اس بیان کو نظربندوں کی رہائی سے کوئی تعلق نہیں مسلسل بیانات اس لئے جاری کئے جاتے ہیں کہ بیان دینے والا ہمیشہ پبلک کی نظروں کے آگے رہے۔ اس نفسیاتی گر سے مسٹر یونس سلیم خوب واقف ہیں۔

معاصر "حمایت دکن" آج کل مختلف سیاسی سوالات اور ان کے جوابات شائع کر رہا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں وہ تحریر کرتا ہے کہ:-

ہم بارہا مسلمانان دکن کو صحیح طور پر یہ مشورہ دے چکے ہیں کہ مسلمانان دکن کسی جماعت سے تعلق پیدا نہ کریں۔

مگر خود مدیر "حمایت دکن" بلا سوچ سمجھ کر سوشلسٹ پارٹی میں شریک ہو چکے ہیں اور مسلمانوں کو سیاسی جماعتوں سے دور رہنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ اگر یہ قلابازیاں تجارتی نقطہ نظر سے لگائی جا رہی ہیں تو کسے اعتراض ہو سکتا ہے۔ صحافت ہے کہ یہ سوداگری ہے؟

چیف منسٹر صاحب نے ایک نشری تقریر میں فرمایا کہ

جن لوگوں کی وفاداری بعض ذہنی تحفظات کے تابع ہو چکی ہیں چاہیئے کہ وہ سچے وفادار شہری بن کر رہیں یا اپنی وفاداریاں کہیں اور منتقل کر لیں

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "آواز" نے لکھا ہے کہ:-

اس اشارہ کو مسلمانوں کی طرف پلٹنا ہمارے خیال میں ایک بیجا ربط پیدا کرنا ہے۔

ممکن ہے کہ یہ اشارہ کمیونسٹ پارٹی کی طرف ہو جو اسکو اپنا سیاسی کعبہ سمجھتی ہے

معاصر "سلطنت" کا مشورہ ہے کہ:-

اگر حکومت ہند فلم کمپنیوں کو پابند کر دے کہ ان کا ہر فلم اتحاد کا پیامی اور نیک کردار کے پرچار کا حامی ہو تو ملک کی اچھی خدمت ہو سکتی ہے۔

یعنی اہل ملک تفریح کے لئے فلم نہ دیکھیں بلکہ اتحاد کا سبق حاصل کرنے کے لئے فلم دیکھیں اور تفریح کے لئے اخبار "سلطنت" پڑھ لیا کریں۔

روسی نمائندے جیکب ملک نے کہا کہ:-

اگر سلامتی کونسل قوم پرست چین کے نمائندے کو علیحدہ نہ کرے تو روس سلامتی کونسل سے واک آوٹ کرتا رہے گا۔

کونسل کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ سرخ چین کی حکومت کو تسلیم کرے۔

پارٹی نے دہشت انگیز اقدام کا افسوسناک فیصلہ کیا ہے اس غلط پالیسی کی وجہ سے جو ناکامی ہوگی اسی سے کمیونسٹ پارٹی کے مخلص اور سرگرم کارکنوں کو فنا کیا جائے گا۔ (پی۔سی۔جوشی)

ہمارا ایک مقامی معاصر اس دہشت انگیزی کو جمہوری جدوجہد اور عوامی تحریک سمجھتا ہے۔

حیدرآباد میں سماجی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ (اخبار "سرخی")

تو گویا معاشی مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

ہم حکومت اور مزدور جماعت کے قائد مسٹر مہادیو سنگھ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ باہمی سمجھوتہ کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ (نظام گزٹ)

معاصر موصوف نہ تو حکومت کو ناراض کرنا چاہتا ہے اور نہ مزدوروں کو

اقوام متحدہ کا اجلاس

اینگلو امریکی دباؤ

جنرل اسمبلی کے چوتھے اجلاس کی تقریباً تین ماہ کی کارروائیوں کے نتائج ایک بار پھر یہ واضح کر دیتے ہیں کہ امریکی سامراجیت اقوام متحدہ کی بنیادیں کھوکھلی کرنے اسے اپنی پالیسی کا آلۂ کار بنا لینے اور اسے امن بین الاقوامی سلامتی کی حفاظت کے اپنے بنیادی فرض کی انجام دہی سے باز رکھنے کے درپے ہے۔

جنرل اسمبلی میں اینگلو امریکی اکثریت نے سوویٹ تجاویز منظور کرنے میں رکاوٹ پیدا کی۔

سوویٹ تجاویز میں کہ نئی جنگ کی تیاری کی مذمت کی جائے، ایٹمی ہتھیار رکھنا ممنوع قرار دیا جائے اور امن کو تقویت پہنچانے کے لئے ریاست ہائے متحدہ، برطانیہ، چین، فرانس اور سوویٹ یونین پانچ طاقتوں کا ایک معاہدہ کریں بین الاقوامی امن اور سلامتی کی ضمانت کے لئے اس ٹھوس پروگرام کے بجائے جو کروڑوں لوگوں کی دلی آرزو پوری کرتا ہے ایک کھوکھلی اور بیکار تجویز پیش کی گئی جس میں منشور اقوام متحدہ سے وفاداری کا اقرار جنگ بازوں کی مذمت کرنے اور ان کی سازشوں کا خاتمہ کرنے سے اینگلو امریکی بلاک کے انکار کو چھپانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اپنے طرز عمل کو حق بجانب قرار دینے کے دلائل پیش کرتے کچھ بن نہ پڑنے پر جنرل اسمبلی میں امریکی اور برطانوی نمائندوں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ان کے مجمع حامیوں کے نمائندوں نے سوویٹ یونین اور عوامی جمہوریتوں پر بہتان لگانے شروع کر دیئے۔ مخالفانہ شور و غل کر دیا۔

سوویٹ تجاویز پر مباحثے کے دوران میں صاف طور پر ظاہر ہو گیا تھا کہ اینگلو امریکی بلاک کی پالیسی یہ ہے کہ اقوام متحدہ کو اپنے بنیادی فرائض یعنی امن بین الاقوامی سلامتی قائم رکھنے کی راہ سے بھٹکا دیا جائے۔ اس مباحثے کے بعد ہی پتہ چل گیا تھا کہ اسمبلی کے ایجنڈے کے دیگر متحدہ مسائل پر مباحثہ کا رخ کیا ہوگا اور ان کے متعلق فیصلے کیا ہوں گے۔

ہمارے دور کے ایک اہم ترین اور نازک ترین مسئلے یعنی ایٹمی ہتھیار کو ممنوع قرار دینے اور موثر بین الاقوامی کنٹرول لگانے پر سمجھوتہ پھر ایک بار نہیں ہونے دیا گیا۔ سوویٹ وفد نے جو تجویز پیش کی تھی اس میں کہا گیا تھا کہ اقوام متحدہ کا ایٹمی قوت کا کمیشن دو معاہدے (جن پر بیک وقت نافذ کیا جانا تھا) مرتب کرنے کا کام شروع کر دے ایک تو ایٹمی ہتھیار ممنوع قرار دینے اور اسے قوموں کے ہتھیاروں سے خارج کر دینے کے متعلق اور دوسرا اس امتناع پر عمل درآمد کرانے کے لئے سخت کنٹرول لگانے کے متعلق۔ لیکن یہ تجویز ووٹ دینے کی رسوائے عالم مشین کے ذریعہ مسترد ہو گئی۔ امریکہ کی تلوار کے دھنی حکمران نہیں چاہتے کہ ایٹمی ہتھیار ممنوع قرار دیا جائے اور کوشش کر رہے ہیں کہ اقوام متحدہ پر سواری گانٹھ کر ایٹمی چودھراہٹ کا وال اسٹریٹ کا جارحانہ منصوبہ پورا کریں۔

سابقہ اطالوی نو آبادیات اور انڈونیشیا کی پوزیشن پر اسمبلی کی اکثریت کے فیصلے اقوام متحدہ کے اصولوں اور منشور سے بالکل متضاد ہیں۔ یہ فیصلے پس پردہ سامراجی سودے بازی کے مذموم طریقہ کا نتیجہ ہیں۔ رسمی طور پر وعدہ کیا گیا ہے کہ لیبیا کو یکم جنوری ۱۹۵۲ء سے خود مختاری حاصل ہو جائے گی۔ لیکن در حقیقت برطانیہ اور فرانس کے اس ملک کے حصے بخرے کرنے کی تیاریاں ابھی سے شروع ہو گئی ہیں اور امریکہ کے فوجی و بحری اڈے اور خاص طور پر طرابلس کے اڈے قائم رہیں گے۔ سومالی لینڈ کو دس سال کے لئے اٹلی کی امپیریل حکومت کی تولیت میں دے دیا گیا ہے۔ اب رہا اریٹیریا تو اس پر سامراجی لٹیروں کا باہم فیصلہ نہ ہو سکا اس لئے اس کی قسمت کا فیصلہ اگلے سال پر اٹھا رکھا گیا۔

انڈونیشیا پر ولندیزی قبضہ ختم کرنے کے فیصلہ کن اقدام بہت عرصہ قبل کئے جانے چاہئے تھے لیکن اس ملک میں خون خرابہ ختم کرنے اور انڈونیشی جمہوریہ کی آزادی اور خود مختاری کے حقوق کی بحالی جیسا کہ سوویٹ وفد نے سفارش کی تھی کے بجائے اسمبلی نے ہیگ والی سودے بازی کو منظوری دے دی۔ اس سودے بازی کا مقصد یہ ہے کہ انڈونیشیا میں نو آبادیاتی اقتدار بحال کر دیا جائے اور قومی آزادی کی تحریک کا گلا گھونٹ دیا جائے۔

یہ تو قدرتی بات ہے کہ سوویٹ وفد اور عوامی جمہوریتوں کے اسمبلی پر سامراجیوں کے ذریعہ ٹھونسے جانے والے غیر منصفانہ اور غلط فیصلوں کے خلاف شدید جدوجہد کی۔

غیر آئینی کوریا کمیشن اور اسمبلی کے بہوزن غیر آئینی بلقان کمیٹی کی کارروائیوں کو طول دینے کے فیصلے انے نئے ممبروں کے داخلہ پر بحث، یوگوسلاویہ کو غیر آئینی طور پر سلامتی کونسل میں جگہ دینے، اور سلامتی کونسل کے بجائے نام نہاد عبوری کمیٹی کو اس کے فرائض سونپنے کی مسلسل کوششیں، محض اشتعال انگیزی کی خاطر سوویٹ یونین کے خلاف کومن تانگ کے جھوٹے الزامات زیر بحث لانے سے — جو کہ تمام منشور اقوام متحدہ کی خلاف ورزی کے مترادف ہیں — ایک بار پھر یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ اینگلو امریکی بلاک کے سرغنے نہ صرف اس بات پر کمربستہ ہیں کہ جنرل اسمبلی کو براہ راست اس کے فرائض کی انجام دہی سے باز رکھیں بلکہ انجمن اقوام متحدہ کو ہی سرے سے ختم کر دیں۔ اس طرز عمل سے پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے کہ سامراجیوں کی پالیسی یہ ہے کہ نئی جنگ کا پانسہ پھینکا جائے امن اور بین الاقوامی تعاون کو تقویت پہنچانے کے فیصلوں کی منظوری سے جنرل اسمبلی کو باز رکھنے کے لئے اینگلو امریکی بلاک نے اس مشینی اکثریت کا استعمال کیا جو اسے اسمبلی میں حاصل ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ امن کی حفاظت جیسے اہم اور ضروری مسئلہ پر سنجیدگی سے بحث کرنے کے بجائے اسمبلی کا حالیہ اجلاس اینگلو امریکی دباؤ میں آ گیا اور اپنا تقریباً نصف وقت یونان کی سیاسی خود مختاری اور سرحدی مملکت ـ یوگوسلاویہ اور بلغاریہ کی فرضی دست درازی کے خلاف جھوٹے اور بے بنیاد الزامات اور ہنگری، رومانیہ اور بلغاریہ کے خلاف حقوق انسانی اور بنیادی آزادیوں کی فرضی پامالی کے الزامات پر مباحثے میں صرف کیا۔ آخر کار ان جھوٹے الزامات پر بحث جو شروع ہوئی الزام عائد کرنے والے ہی ملزمین کے کٹہرے میں کھڑے نظر آنے لگے۔ سوویٹ یونین، یوکرائنی سوویٹ سوشلسٹ جمہوریہ، بیلو روسی سوویٹ سوشلسٹ جمہوریہ، زیکوسلواکیہ اور پولینڈ کے نمائندوں نے اس قسم کے اشتعال انگیز سوالات اسمبلی کے روبرو پیش کرنے کے اصل مقصد کا پول کھول کر رکھ دیا۔ اس کا مقصد اول تو یہ تھا کہ عوامی جمہوریتوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کی جائے اور دوسرے یہ کہ اقوام متحدہ کو ان کارروائیوں میں لگا دیا جائے جو خود اس انجمن کے اصولوں اور منشور کے برعکس ہیں۔

سوویٹ وفد کے رہنما اے۔ وائی۔ وشنسکی نے نیویارک سے روانہ ہونے سے قبل اخبارات کے نمائندوں سے کہا کہ سوویٹ وفد اسمبلی کے اجلاس کے نتائج سے غیر مطمئن ہے۔ اے۔ وی۔ وشنسکی نے کہا ان نتائج کے غیر اطمینان بخش ہونے کی اصل وجہ

(باقی برصفحہ ۶)

اقوام متحدہ کا اجلاس

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

تو یہی ہے جنرل اسمبلی نے سویت یونین کی ان تجاویز کو منظور کرنے سے انکار کر دیا جن کا مقصد تھا کہ ایک نئی جنگ کی تیاریوں کی مذمت کی جائے اور امن کو تقویت پہونچائی جائے۔ اس طرح سے منشائے امن کو شدید ضرب پہنچی۔ اس کے علاوہ جنرل اسمبلی نے متعدد ایسے فیصلے کئے جو منشور کے اصولوں اور امن کو تقویت پہونچانے قوموں کی سلامتی کی ضمانت کرنے کے اقوام متحدہ کے بنیادی فرائض کے منافی ہیں۔

سویت یونین کے بارے میں اے۔ وائی ویشنسکی نے کہا کہ وہ قوام امن کے لئے جد وجہد کرتا آیا ہے، امن کے لئے جد وجہد کر رہا ہے اور امن کے لئے جد وجہد انتہائی ثابت قدمی، عزم اور جوش و خروش سے جاری رکھے گا۔ سویٹ حکومت قوموں میں باہم پرامن تعاون کو تقویت پہونچانے اور بڑھانے کی پالیسی اور اقوام متحدہ کو امن اور بین الاقوامی سلامتی کا ذریعہ برقرار رکھنے کی پالیسی پر مضبوطی سے قائم ہے جنرل اسمبلی کے چوتھے اجلاس میں ایجنڈے کے ہر مسئلہ پر سویت وفد کی تمام تر سرگرمیاں امن کی حفاظت اور بین الاقوامی سلامتی کی خواہش پر مبنی تھی۔ سویت حکومت کی جانب سے اس نے جو تجاویز پیش کیں اگرچہ انھیں ووٹ دینے کی اینگلو امریکی مشین کے ذریعہ مسترد کر دیا گیا۔ تمام ممالک کے امن پسندوں کی حمایت انہیں حاصل ہے۔ عوام کو پورا بھروسہ ہے کہ طاقتور اور امن پسند سویت یونین جس نصب العین کا حامی ہے وہی حق بجانب ہے اور فتح اسی کی ہوگی۔

ایشیائی معاہدہ کی تکمیل کے لئے امریکہ کی بے چینی

واشنگٹن۔ ۲۳ جنوری۔ معتبر حلقوں کا کہنا ہے کہ ایشیا کو کمیونزم کے خلاف محکم کرنے کے سلسلہ میں ایک ایشیائی معاہدہ کے امکانات سے متعلق اعلیٰ امریکی عہدیداروں کی دلچسپی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ خیال سب سے پہلے گزشتہ گرما میں فلپائن کے صدر ایلینڈ کیرنو نے دیا تھا۔ اگر ایسی تحریک آگے بڑھے تو پھر امریکی نقطۂ نظر زیادہ تر آسٹریلیا اور ایسے ہی دو ایک دولت مشترکہ کے رکن ہمعہد ملکوں پر لگی ہوئی ہیں جن کو اس تحریک کی آماجگاہ بنایا جائے گا۔ اس قسم کے ایشیائی معاہدہ کے سلسلہ میں امریکی دلچسپی اور سرگرمی دو باتوں پر منحصر رہے گی۔ اول یہ کہ اس کی تشکیل کا سوال ایشیا یا بحر الکاہل کے کسی ملک کی جانب سے اٹھایا جائے اور بیرونی ملکوں کی بجائے یہ مسئلہ خود ایشیائی قومیں اس کی تنظیم سے متعلق ساری ذمہ داری لیں۔ دوسرے یہ کہ معاہدہ کی ابتدائی غرض فوجی اتحاد کی نہیں بلکہ معاشی بنیادوں پر ہو اور [illegible] حال ہی میں دو نمایاں امور ایسے محسوس کئے ہیں جن کی بنا پر وہ سمجھتے ہیں کہ معاہدہ بحر الکاہل کی تکمیل کے آج زیادہ امکانات ہیں۔ پہلا امر یہ کہ دولت مشترکہ کے ممالک کا یہ فیصلہ کہ جنوب مشرقی ایشیاء کے ممالک کی کسی طرح مدد کی جائے اور دوسرے نئی دہلی میں آسٹریلیا کے وزیر خارجہ مسٹر اسپنڈر کا حالیہ بیان کہ معاہدہ بحر الکاہل کی تشکیل کی آسٹریلیا بے حد امداد دے گا۔ امریکی عہدہ دار باور کرتے ہیں کہ جنوب مشرقی ایشیاء کو امداد دینے کے منصوبہ کی قیادت کا بار آسٹریلیا نے قبول کر لیا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ کمیونزم کے خلاف اتحاد کرنے کے سلسلہ میں اتحاد کے لئے وزیر خارجہ آسٹریلیا کی آمادگی سے اس بات کا اطمینان کیا جا سکتا ہے کہ ان حالات میں امریکی منصوبہ بڑی اچھی طرح چسپاں ہو سکے گا۔ اس خصوص میں ایشیائی ممالک کو چار نکاتی پروگرام کے تحت مالی اور فنی امداد تو دی جاتی رہے گی لیکن امریکی عہدہ داروں کا خیال ہے کہ ایشیاء کے لئے کسی ایسے وسیع اور [illegible] پروگرام کو امریکی کانگریس منظور نہیں کرے گی۔ جیسا کہ مغربی یورپ کے سلسلہ میں کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ عہدہ دار دولت مشترکہ کے منصوبوں سے بڑے خوش ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں محدود امریکی امداد بھی بڑے کام کی چیز ثابت ہو سکتی ہے۔ گو امریکی عہدہ دار کھلم کھلا اس بات کا اظہار نہیں کرتے۔ لیکن معاہدہ بحر الکاہل کا مسئلہ ان میں اب اس لئے آسان معلوم ہوتا ہے کہ قوم پرور چین کو اس میں شریک رکھنے کے مسئلہ پر غور کرنے کی اب کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔ خود کیرینو نے بھی گزشتہ گرما میں اس قسم کا منصوبہ پیش کرنے کے موقعہ پر چیانگ کی حکومت کو قطعی نظر انداز کر دیا تھا۔ ایک جاپان کا سوال رہ جاتا ہے تو معاشی امداد کے سلسلہ میں اس سے تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں کیوں کہ جاپان کے معاشی حالات کا بہت کچھ دار و مدار جنوب مشرقی ایشیاء کی تجارت پر ہے۔

سکہ کلدار سکہ جائز قرار دیا گیا

حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء سے ہندوستانی سکہ (جسے عرف عام میں سکہ کلدار کہا جاتا ہے) کو بھی سکہ سرکار عالی کے ساتھ ساتھ حیدرآباد میں سکہ جائز بادائی دہی قرار دیا جائے۔ اس غرض کے لئے آج ایک دستور العمل بنام دستور العمل (سکہ جائز بادائی دہی) سکہ ہند بابت ۱۳۵۹ف شائع کیا گیا ہے۔ اس دستور العمل کے تحت جملہ سکہ جات، بنک نوٹس اور سکہ جات قرطاس جو فی الحال صوبہ جات ہند میں سکہ جائز بادائی دہی ہیں تابع ان شرائط کی جو بلحاظ نفاذ کے مقرر کرنے یا اس قسم کی بابت فی الحال صوبہ جات ہند میں قابل اطلاق ہیں ریاست حیدرآباد میں رقم یا مقدار کے لئے سکہ ہند کی شرح میں جن کے لئے وہ صوبہ جات ہند میں سکہ جائز بادائی دہی ہیں اور سکہ عالی کی شرح میں مماثل رقم یا مقدار کے لئے ادائی یا اس کے حساب میں سکہ جائز بادائی دہی ہوں گے۔ سکہ سرکار عالی کی شرح میں مماثل رقم یا مقدار سکہ ہند کے ایک روپیہ کے لئے سکہ سرکار عالی کے ایک روپیہ دو آنے آٹھ پائی کے نرخ سے محسوب کی جائے گی۔

اس دستور العمل سے سکہ سرکار عالی کی قانونی حیثیت اور اس کے استحکام پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑے گا بلکہ بہ حسب سابق اس وقت تک سکہ جائز بادائی دہی رہے گا جب تک کہ حکومت اسے ختم کر دینے کا آخری تصفیہ نہ کرے۔ عوام کو بذریعہ ہذا یہ اطمینان دلایا جاتا ہے کہ سکہ سرکار عالی کی قیمت موجودہ سرکاری شرح تبادلہ کے لحاظ سے مضبوطی کے ساتھ قائم رکھی جائے گی۔ نیز یہ کہ حیدرآباد اسٹیٹ بنک اور اس کی شاخوں اور خزانوں پر اس سرکاری شرح پر سکہ جات کے تبادلہ کی سہولتیں عوام کے لئے مہیا رہیں گی۔ جب کبھی سکہ سرکار عالی کو ختم کرنے کا آخری تصفیہ کیا جائے گا اس وقت ان لوگوں کے لئے جن کے پاس یہ سکہ ہوگا اسے ہندوستانی سکہ میں سرکاری شرح تبادلہ پر تبدیل کرنے کے واسطے کافی طویل مہلت دی جائے گی اور ریاست کے اندر تمام خزائن اور بنکوں پر اس کی سہولت مہیا کی جائے گی۔

مسجدوں کے قریب باجہ نوازی

عالیجناب چیف منسٹر صاحب نے ایک دستور العمل منظور فرمایا ہے جس کے ذریعے وہ پابندیاں برخواست کر دی گئی ہیں جو مسجدوں کے قریب باجہ بجانے پر عائد تھیں۔ یہ دستور العمل بنام دستور العمل (تنسیخ قیود) باجہ نوازی قریب مساجد بابتہ ۱۳۵۹ف موسوم ہوگا اور تاریخ اشاعت جریدہ سے نافذ ہوگا۔ جریدہ مورخہ ۱۷ اسفندار ۱۳۴۲ف میں اعلان سررشتہ امور مذہبی مورخہ ۲۳ بہمن ۱۳۴۲ف کے ساتھ شائع شدہ قواعد اس دستور العمل کے ذریعہ منسوخ کر دئے گئے ہیں۔

سوشلسٹ لیڈر کے مسلمانوں پہ ڈورے

جمہوریہ ہند کی صدارت کا مسئلہ اس وقت زیر غور ہے اور اس عہدہ جلیلہ پر انتخاب کے لئے مولانا آزاد، بابو راجندر پرشاد، اور پنڈت نہرو کے نام لئے جاتے ہیں۔ ایک نام بابو پرشوتم داس ٹنڈن کا بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ انہیں ہندی بھارت اور ہندی ہندو دھرم وغیرہ کا علمبردار ہونے کی وجہ سے پارلیمنٹ میں خاصی حمایت حاصل ہے۔ ایک خبر میں ڈاکٹر امبیڈکر کا بھی تذکرہ کیا گیا تھا کہ ان کے انتخاب سے حکومت کو اچھوتوں کی تائید حاصل ہو جائے گی۔ ان ناموں کو سامنے رکھنے سے ظاہر ہے کہ صدارت کے انتخاب میں کانگریس اپنے محدود حلقے سے باہر نگاہ نہیں ڈالتی حالانکہ اسے آزادی کی جدوجہد کے سپاہیوں کو حلقے سے باہر بھی دیکھنا تھا اس لئے کہ اس کا معیار انتخاب یہی ہے۔

شاید طاقتور کانگریس کے کانوں کو سید الاحرار مولانا حسرت موہانی کا نام گراں گزرے مگر کیا کوئی موصوف کی عظیم قربانیوں اور ملکی خدمات سے انکار کی جرأت کر سکتا ہے۔ یا ان کی پارلیمنٹری صلاحیتوں اور سیاست دانی اور تجربات پر حرف لا سکتا ہے۔ یہ حسرت ہی کی عظیم شخصیت ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے کانگریس کے اجلاس میں آزادی کامل کا نعرہ لگایا اور ڈومینین اسٹیٹس کے نظریہ سے شدید اختلاف کیا۔ گو کانگریس میں ان کا یہ ریزولیوشن معتدلین کانگریس نے منظور نہ ہونے دیا تاہم کانگریس کو کئی برس بعد یہی ریزولیوشن منظور کرنا پڑا اور آزادی کامل کی منزل مقصود ٹھہرانی پڑی کیا مولانا حسرت محض اسی بات پر کانگریس صدارت کا مستحق نہیں سمجھتے انہوں نے اس سے الگ ہو کر مخالف پارٹی کے ساتھ آزادی کی جدوجہد میں حصہ لیا

صدر جمہوریہ کے منصب پر فائز کئے جانے کے مستحق مولانا یوں بھی ہیں کہ وہ اس وقت بلا اختلاف ہر پارٹی کے آدمی ہیں اور حکومت کو ایسے شخص کا تعاون حاصل کرنا اور اسے اہم ذمہ داری حوالے کرنے سے بڑے فائدے ہوں گے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ مرتب ہوگا کہ وہ اپنے منصب کے فرائض ماحی جانبداری سے الگ ہو کر انجام دیں گے۔ اور فی الوقت ملک کو ایسے ہی صدر کی ضرورت ہے۔

سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر آج کل مسلمانوں کو پھسلانے میں بری طرح مصروف ہیں کہیں ان کی مظلومیت کا مرثیہ پڑھ کر ان پر ڈورے ڈالے جاتے ہیں اور کہیں ان کو طرح طرح کے وعدوں کا سبز باغ دکھا کر ان کو گرویدہ بنایا جاتا ہے چنانچہ حیدر آباد دکن میں سوشلسٹ لیڈر مسٹر جے پرکاش نارائن نے اپنی زیادہ تر توجہ مسلمانوں ہی پر مرکوز رکھی۔ اور ان کی تقریروں کے رخ سے تو ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ گویا موصوف حیدر آباد محض مسلمانوں ہی پر جادو ڈالنے گئے تھے۔

سوشلسٹ لیڈروں کی مسلمانوں سے یہ الفت مذموم نہیں۔ لیکن لائق حیرت ہے۔ اس لئے کہ بہار دہلی سے لے کر حیدر آباد تک مسلمانوں پر جو کچھ برکتیں نازل ہوئیں وہ ان کے علم و یقین اور موجودگی میں ہوئیں یعنی بہ حیثیت سوشلسٹ کے وہ اس ملک میں موجود تھے۔ مگر زندہ دل برکات کے دارالبقا پر مسلمانوں کو کہیں ان کا نشان نہ ملا۔ اگر کسی ایک موقع کی مثال پیش کر دی جائے تو پھر پنڈت نہرو کی کتنی بڑی بڑی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں مطلب یہ ہے کہ اس وقت جب کہ مسلمان تنکے کا سہارا چاہتے تھے۔ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف مدد تلاش کرتے تھے یہ سوشلسٹ لیڈر چپکے بیٹھے رہے۔ اور مسلمانوں کے حق میں ایک لفظ نہ بولے اور اب حالات کے رو باعتدال ہو جانے پر یہ نکل آئے جیسے سدا سے مسلمانوں کی مصیبتوں میں ساتھی اور غمگسار رہے ہیں۔ ارے صاحب اب تو کانگریس کے لیڈر بھی گاجر کا کر اس کی چیندی مسلمانوں کی طرف پھینک رہے ہیں۔ سکھ لیڈروں کو بھی مسلمانوں سے محبت کرنے کی توفیق ہو رہی ہے اور مہاسبھا کو بھی انہیں "قومیانے" کی فکر دامن گیر ہے ایسی صورت میں جب مسلمانوں کا مول بھاؤ بڑھنے کے دن نظر آنے لگے ہیں۔ سوشلسٹ لیڈروں کا ستو باندھ کر مسلمانوں کے عشق میں مبتلا ہونا خلوص نیت سے قطعی خالی ہے صاف باتوں سے گٹھی معاف۔ یہ اس لئے کہی جا رہی ہیں کہ مسلمان کسی دھوکے میں نہ مبتلا ہوں۔ اور خالی خولی باتوں کے پھیر سے میں نہ پڑ جائیں۔

یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کو آزادی کے بعد حکومت اور کانگریس کی پالیسی اور بعض اقدامات سے شاید تکلیف پہنچی ہے اور وہ ناراض ہیں۔ لیکن اس ناراضی کا فائدہ خواہ مخواہ سوشلسٹ پارٹی کو پہنچا دیں یہ نہیں ہو سکتا ان کا اب کسی جعلی سیاست کا شکار ہونا کسی طرح مناسب نہیں۔ نظام حکومت میں تبدیلی کوئی آزادی وطن کے مرتبہ کا عظیم مقصد نہیں یہاں جمہوریت کا راج رہیگا تو ایسی جدوجہد ہمیشہ چلتی ہی رہے گی۔

مسٹر جے پرکاش نارائن نے مسلمانوں کی دل جوئی کے باب میں ایک قدم اور آگے بڑھا کر رکھا انہوں نے اعلان کیا کہ سوشلسٹ پارٹی کو اقتدار حاصل ہوا تو وہ دستور ساز اسمبلی کا زبان کے بارے میں کیا ہوا فیصلہ بدل دے گی اور ہندوستانی کو ملکی زبان قرار دے گی۔ انہوں نے اردو رسم خط کی بھی اہمیت بیان کرتے ہوئے حمایت کی۔ اور ضمنی انتخابات میں مسٹر اچاریہ نریندر دیو کی شکست کا سبب ظاہر کیا کہ "وہ ہندوستانی" کے حامی ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ خدا جانے یہ خلاف واقعہ بات کہنے کی جرأت مسٹر نارائن کو کیسے ہوئی۔ دنیا جانتی ہے کہ الیکشن کے زمانے میں اچاریہ صاحب نے اپنی تقریر میں صاف صاف کو دیو ناگری رسم خط کے ساتھ قومی زبان قرار دینے کا اعلان کیا تھا۔ ہندوستانی یا اردو پر تو ایک تہمت ہے کہ اس کے حامی ہونے کی وجہ سے اچاریہ جی ہار گئے تھے۔

دیکھنا چاہئے کہ یہ سوشلسٹ لیڈر آگے چل کر مسلمانوں کے متعلق مسائل میں سے کس کس مسئلہ کی اور حمایت کرتے ہیں۔ مگر یہ حمایت اس کی مقتضی نہ ہوگی کہ سارے مسلمان سوشلسٹوں کے پیچھے بلا شرط چلنے لگیں۔

(ہماری آواز)

حلف وفاداری کی رسم کے بعد ایک حادثہ

آج صبح جب ہز اگزالٹیڈ ہائینس دی نظام حلف برداری کی رسم کے بعد جوبلی ہال سے واپس ہو رہے تھے تو توپ کے سانچہ کی سڑک پر آپ کی موٹر کے پیچھے جانے والی ایک اور موٹر کار پر دستی بم پھینکا گیا۔ یہ دستی بم زمین پر گرا اور معلوم ہوتا ہے کہ اس پولیس کانسٹیبل کے سوا جو اس مقام پر متعین تھا کسی نے بھی وہ بم نہیں دیکھا۔ کانسٹیبل نے بم اٹھا لیا اور وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص جس نے اپنا نام مسٹر کیسکر بتایا، کانسٹیبل کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ یہ ایک ٹائم بم ہے اور یہ مشورہ دیا کہ وہ اسے پڑا رہنے دے تاکہ اس کے بالا دست عہدہ دار اس کی جانچ کریں۔ مسٹر کیسکر نے اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا اور انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ مسٹر کیسکر نے کہا کہ انہوں نے یہ کاروائی کسی کے خلاف خاص طور پر نہیں کی بلکہ یہ دہلی کی کانگریس حکومت کے خلاف ناراضی کا ایک مظاہرہ تھا۔

حضور نظام کو اس حادثے کا علم نہیں ہو سکا اور اس کی اطلاع آپ کو اس وقت تک نہیں ہوئی جب تک کہ آپ کو بہت دیر کے بعد محل میں اس سے مطلع نہیں کیا گیا۔ اس حادثے کا کوئی رد عمل کسی مقام پر ظاہر نہیں ہوا اور حضور نظام بالکل خیریت سے ہیں۔ اس حادثے سے کوئی اہمیت وابستہ نہیں کی جاتی۔

اطلاع نامہ

از دفتر اشت کردوار ضلع حیدرآباد
نمبر (۷۹۸) نشان مثل ۳۵۸ ف

مقدمہ درخواست مرزا احمدی وغیرہ بنام خدر شن وغیرہ
نسبت تخلیہ مکان نمبر ... واقع حمایت ساگر۔

مدعی علیہ - کے سدرشن راؤ رضاجی قوم و عمر تخمیناً ۳۰ سال
پیشہ تجارت ساکن اندرباد متعلقہ شرقی ضلع اطراف بلدہ
ذریعہ ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہارے نام سمن
متعدد بار اجرا ہوئے لیکن تمہارے ذات پر سمن کی تعمیل
نہ ہوسکی - منجانب مدعی ایک درخواست پیش ہوئی ہے
کہ مقامی اخبار میں شائع کردیا جائے۔ منظوری درخواست
مدعی تعین تاریخ ۲۹ اسفندار ۱۳۵۷ف روز یکشنبہ بوقت
دس ساعت مقرر کی گئی ہے پس تم کو چاہیئے کہ تاریخ
و وقت مقررہ پر (با جلاس اشت کردوار صاحب حیدرآباد)
حاضر ہو کر اصالتاً یا وکالتاً پیروی و جواب دہی کریں
بصورت غیر حاضری کارروائی ضابطہ ہوگی من بعد
کوئی عذر مسموع نہ ہوگا فقط

کردوار

اعلان

محکمہ معتمد رسد حکومت حیدرآباد دکن ۳۳۳ واقع ۱۹ جنوری ۱۹۵۱ء بسلسلہ اعلان مجریہ دفتر ہذا نمبر (۳۵۳/پی ایس)
مورخہ ۳۱ ڈسمبر ۱۹۵۰ء جمیع تجار کو ذریعہ ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ حکومت نے تصفیہ کیا ہے کہ ۲۵ جنوری ۱۹۵۱ء سے کلکتی کی برآمد مسدود کردی
جائے لہٰذا تاریخ مذکورہ سے کلکتی کی برآمد کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ فقط۔ معتمد رسد

مسٹر ویلوڈی کی نشری تقریر

سارے ہندوستان کے عوام کی حیدرآباد کے عوام کے لئے بھی آج کا دن موجودہ دور میں انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ آج ملک نے پوری پوری آزادی حاصل کرلی ہے۔ ملک کے وفادار شہریوں کی حیثیت سے جہاں ہم آج انتہائی خوشی منا رہے ہیں وہاں اس کے ساتھ ہی ساتھ خوشی کے اس جذبے میں ان زبردست ذمہ داریوں کو جن سے ہم اس ریاست میں دوچار ہیں نہیں بھولنا چاہیئے۔ آج صبح جوبلی ہال میں جو رسم انجام پائی ہے اس کے مرقع پر میں نے ریاست کے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے جھگڑے ختم کردیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ قوم کے تمام طبقے اپنے اختلافات ختم کرلیں اور بدامنی کی قوتوں کے مقابلے میں ایک متحدہ محاذ پیش کریں کیونکہ صرف پرسکون فضا ہی میں امن اور خوشحالی کا دور دورہ ہوسکتا ہے۔ آزادی کا حصول بے معنی ہو جائے گا اگر ہر عام مرد اور عورت امن وامان کی فضا میں اپنا کام دھندہ جاری نہ رکھ سکے۔ مرد اور عورت میں میرے نزدیک اعلیٰحضرت حضور نظام سے لے کر اس ریاست کا چھوٹے سے چھوٹا اور غریب سے غریب شہری بھی شامل ہے جو لوگ میری طرح اس ریاست اور اس کے عوام کی فارغ البالی اور بھلائی سے دلچسپی رکھتے ہیں ان سب کی یہی دعا ہونی چاہیئے کہ جمہوریہ ہند کے قیام سے"

"حیدرآباد میں ہم آہنگی اور آسودہ حالی کا ایک نیا دور شروع ہو"

جئے ہند

دی کوآپریٹیو پریس لمیٹیڈ میں چھپ کر دفتر مملکت سانچہ توپ حیدرآباد دکن سے شائع ہوا ۱۳۵۷ف